فتنہ کو فساد ہونے سے بچائیں

سعود ساحر

راولپنڈی شہر کے قلب میں بستی سیٹلائٹ ٹاؤن کے مکین اضطراب اور تشویش کا شکار ہیں۔ یہ صورت حال انتشار کی کیفیت میں تبدیل ہوسکتی ہے، جس سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ گزشتہ ماہ منظر عام پر آنے والا یہ معاملہ حکومت اور ضلعی انتظامیہ کے تغافل کا شکار ہوا جو پورے شہر، ضلع بلکہ اس سے بھی آگے تک پھیل سکتا ہے کہ یہ مقامی نوعیت کا معاملہ نہیں بلکہ اُمّتِ مسلمہ کے بنیادی عقیدے اور ایمان کا مسئلہ ہے، جسے حل کرنے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ کردار، گفتار اور عمل کے ایسے ایسے روشن چراغ اس راہ کو منوّر کر رہے ہیں جن کے نام سن کر، اقوال پڑھ کر، استقامت دیکھ کر، ان کی تحریریں پڑھ کر انسانوں کے قلب وذہن منوّر ہوتے اور ان کے عقیدے کی سچائی کو عالم گیر سطح پر سچا اور بے عیب تسلیم کیا جاتا ہے اور ایسے علم اور عقل رکھنے والے جو اس راہ کے مسافر بھی نہیں ہیں، اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ عقیدے اور ایمان کے اس چمن میں جہاں صداقت کے پھول کھلتے ہیں، امانت کے تصور کا جہاں سے آغاز ہوتا ہے، قصرِ عدل کی بنیاد جہاں سے اٹھتی ہے، اندازِ جہاں بانی اور دستورِ زندگانی کی ابتدا جہاں سے ہوتی ہے، ایسے چمن میں خود ساختہ نظریوں کے جھاڑ جھنکار کو پنپنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق سب کو، مگر جھوٹ، دغا سے اُمّت کو ورغلانے کی اجازت کسی کو نہیں۔

امی و دقیقہ دان عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

صورت احوال یہ ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن کی بستی میں ہولی فیملی کے قریب قادیانیوں نے ایک بڑا مکان رہائش کے لیے خریدا یا تعمیر کیا اور نہایت عیّاری کے ساتھ اب اسے جماعت خانہ میں تبدیل کردیا، حالانکہ مری روڈ راولپنڈی کے وسط میں تجارتی مرکز کے اندر بہت ابتدائی زمانے سے ایک عمارت موجود ہے، جو دارالحکومت کراچی سے منتقل ہونے سے قبل شمالی علاقہ جات والوں کے سے خدوخال رکھنے والے ایک عمر رسیدہ شخص کے تصرف میں تھی، جس نے اپنے حکیم ہونے کا بورڈ بھی بیرونی دیوار پر لگا رکھا تھا اور اسی میں رہائش بھی تھی۔ اپنے لڑکپن سے جوانی تک مری روڈ سے گزرتے ہوئے میں نے کسی مریض کو اس ایک منزلہ دکان میں نہیں دیکھا۔ خدا جانے یہ شخص خود قادیانی تھا یا قادیانیوں نے اس سے یہ خریدی یا اس کے مرنے کے بعد اس پر قابض ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بلند عمارت نے مری روڈ کے کنارے سر اٹھایا۔ کسی نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مری روڈ، پنڈی سے مری یا آزاد کشمیر کو جانے والی بسوں کی محض گزرگاہ تھی۔ مختصر آبادی کے اس شہر میں اس شاہراہ کی نہ تجارتی اہمیت تھی، نہ رات گئے تک سڑکوں پر گھومنے پھرنے کا چلن تھا۔ اس عمارت میں قادیانی اپنے جلسے بھی کرتے

تھے۔لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ لاؤڈ اسپیکر استعمال نہیں ہوتا تھا۔ البتہ دارالحکومت منتقل ہونے اور راولپنڈی کے عبوری دارالحکومت قرار پانے کے بعد ایک تبدیلی یہ آئی کہ جمعہ کے دن اس عمارت کے سامنے قیمتی کاروں کی لائنیں لگی ہوتیں اور یہ سمجھنا دشوار نہ ہوتا کہ یہ صاحبان زر کا مجمع ہے یا ان گمراہ لوگوں کا ہجوم ہے، جو حکومتی دفاتر کے ساتھ وارد ہوئے ہیں اور اسلام آباد کی تعمیر کے ابتدائی مراحل میں ہونے کے باعث کنٹونمنٹ کے اعلیٰ بنگلوں میں رہائش رکھتے ہیں۔ ابھی مختلف ملکوں کے سفارت خانے بھی اسی علاقے میں تھے اور وفاقی حکومت کے دفاتر بھی عارضی بنیادوں پر یہاں قائم کیے گئے تھے۔

تحریکِ ختمِ نبوّت کے کارکن باقاعدگی کے ساتھ ان گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرتے۔ ظاہر ہے مقصد گاڑی کے مالک کے کوائف جمع کرنا ہی ہوسکتا ہے، تاہم اس دور میں بھی گلیوں، محلّوں اور آبادیوں میں جماعت خانے بنانے کی جرأت نہیں دکھائی گئی، حالانکہ سرکار، دربار میں رسائی رکھنے والے اور اقتدار کی راہ داریوں میں چہل قدمی کرنے والے، عامّۃ المسلمین کی یہ بات ماننے سے انکاری تھے کہ مرزا قادیانی کو ماننے والے غیر مسلم ہیں، اس کی وجہ کم فہمی بھی ہوسکتی ہے۔ تاہم بڑا سبب یہ تھا کہ بہت سے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی مسلّط تھے اور ماتحتوں کی ملازمت کی پختگی ان کی خوشنودی سے مشروط تھی۔ ریکارڈ پر بہت سے نام ور پاکستانیوں کے نام کے ساتھ یہ حوالہ موجود ہے حالانکہ وہ قادیانی نہیں تھے۔ ان کے قول اور عمل سے بھی اس کی تصدیق نہ ہوئی، البتہ انگریز کے دور میں بہتر ملازمت کا حصول آسان تھا۔ سو کم فہمی میں ایسا ہوا۔ ان میں سے بہت سے بڑے لوگ اس ملک کے ساتھ اچھا پُرا کر کے دنیا سے رخصت ہوئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان شخصیتوں میں کوئی بھی پاکستان بننے کے بعد ملک کے اعلیٰ ترین مناصب پر پہنچنے کے باوجود ربوہ (اب چناب نگر) کی سازشوں اور اسلام دشمن کارروائیوں کا حصہ نہیں رہا اور سوادِ اعظم کے عقیدے ہی سے تعلق رکھا، اب بعد از مرگ ان کے نام پردے میں رہیں تو اچھا ہے، دلوں کا حال رب ذوالجلال ہی بہتر جانتا ہے اور بہترین اجر دینے والا ہے۔

البتہ ایسے بھی ہیں جو مرتے دم تک اپنے باطل عقیدے پر قائم رہے اور قادیانی جماعت کے باقاعدہ عہدیدار رہے۔ ان میں میجر جنرل اختر حسین ملک جو بیرون ملک ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہوئے اور ان کے بھائی لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی، یحییٰ خان کے دور میں کور کمانڈر تھے۔ ریٹائر ہونے کے بعد اسلام آباد میں قادیانی جماعت کے سربراہ بنے اور جناح سپر مارکیٹ کے مقابل ایف ۷ میں زمین الاٹ کرا کر انھوں نے اپنا جماعت خانہ تعمیر کرایا اور یہیں مرے۔ اب خدا جانے کون اس جماعت خانے کو چلا رہا ہے۔ دوسری جانب قادیانیوں نے اسلام آباد میں آب پارہ کے قریب ۴۳ کنال جگہ خرید کر دفاتر وغیرہ کی تعمیر کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ اس پر عوام کی توجہ نہیں گئی۔ لیکن راولپنڈی کی آبادی میں رہائشی علاقے کے اندر اس نوع کی کوشش عام مسلمانوں، تاجروں اور علماء کے لیے اضطراب کا باعث بنا ہوا ہے۔ اس قسم کی کسی کوشش کی اجازت تو مسلمانوں کو آبادیوں میں مساجد اور امام بارگاہیں اور دینی مدارس قائم کرنے کی بھی نہیں دی جاتی۔ علاقوں اور محلّوں میں اس مقصد کے لیے جگہ مخصوص کی جاتی ہے لیکن قادیانیوں نے کارپوریشن کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کی آبادی میں جماعت خانہ بنالیا ہے۔ اس کے خلاف علماء، تاجروں اور عام شہریوں کا احتجاج جاری ہے۔ مرکزی انجمن تاجران راولپنڈی کے صدر شاہد غفور

پراچہ اورعلاقے کے ممتاز تاجر شرجیل میراس کی قیادت کررہے ہیں۔معاملہ ابھی پُرامن احتجاج کا ہے، جلسے بھی ہورہے ہیں اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں جلوس بھی نکالے جارہے ہیں۔تاحال ضلعی انتظامیہ اورکارپوریشن کے حکام اس طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ کسی بڑی خرابی کو روکنے کے لیے پنجاب حکومت،ضلعی انتظامہ اورکارپوریشن کے حکام کو متوجہ ہونا چاہیے۔

یہ سب کچھ اس ملک میں ہورہا ہے جس کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ختمِ نبوّت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا تھا اور آئینی طور پر پابند کیا گیا تھا کہ وہ اسلامی شعائر سے مماثل اعمال سے اجتناب کریں۔ربوہ کے نوگوایریا کو کھلی آبادی قرار دیا گیا، نام بدل کر چناب نگر رکھا گیا۔اس غیر مسلم جماعت کا سربراہ ملک چھوڑ کر چلا گیا اور برطانیہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔اور یہاں بھی خدا جانے کہاں کہاں بیٹھ کر اور کس کس منصب پر قبضہ کر کے اس جماعت کے لوگ کیا کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو ان کے شر سے بچائے۔البتہ مسلمانانِ عالم بالعموم اور پاکستان کے مسلمان بالخصوص اس معاملے میں بڑے حسّاس اور نگران ہیں۔یہ درست ہے کہ ۱۹۷۴ء میں ہونے والے اس آئینی فیصلے کا فوری محرک ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں کا تشدّد بنا تھا،جس پر پورے ملک میں شدید ردِّعمل ہوا۔ مسلمان سڑکوں پر آئے،احتجاجی جلسے اور جلوس ہوئے اور پاکستان کی پارلیمنٹ کے طویل اجلاس میں ''قادیانی جماعت'' اور اس کے ''لاہوری گروپ'' کے بڑوں سے طویل جرح کی گئی،جس کا حرف حرف قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر ہے۔اس طویل خفیہ کارروائی کو پبلش کرنے کا حکم اسپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے جاری کر دیا ہے اور بہت جلد کتابی صورت میں عام مسلمان کو دستیاب ہوگی،تاہم اس جرح کا بڑا حصہ اور اور قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کی قرارداد اور اس وقت کے وزیرِ اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو(مرحوم) کی طویل تقریر کتابی صورت میں ختمِ نبوت لندن اکیڈمی نے شائع کر دی ہے، جس کے ڈائریکٹر ایک دردمند مسلمان جناب محترم عبدالرحمٰن یعقوب باوا ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے،دین اور دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔(آمین) اس کے علاوہ ختمِ نبوّت اکیڈمی نے ایک نومسلم شیخ راحیل احمد(مرحوم) کے تین خطوط قادیانیوں کے ''خلیفہ'' مرزا مسرور احمد کے نام ایک کتابچے کی صورت میں شائع کیے ہیں۔شیخ راحیل احمد جو جرمنی میں قادیانی جماعت کے نگران تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے شیخ راحیل احمد کو مسلمان ہونے کی توفیق دی اور اب وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ان خطوط میں شیخ صاحب مرحوم نے پوری درد مندی اور اخلاص کے ساتھ مرزا مسرور احمد کو اصل حقائق اور اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف توجہ دلائی ہے۔اور مرزا قادیانی کی تحریروں،اس کے فلسفے کی لغویات سے آگاہ کیا ہے۔

برطانیہ،امریکہ اور یورپ کے ممالک میں جو لوگ اپنے کاروبار، ملازمتوں اور دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ ختمِ نبوّت اور قادیانیت کے توڑ کے لیے جدوجہد کررہے ہیں،اس کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے،لیکن وہ واجب تعظیم بھی ہیں اور دعاؤں کے مستحق بھی۔مگر ہماری حکومت اور ذمہ داروں کو اپنی آئینی ذمہ داریوں پر توجہ دینی چاہیے۔

۱۹۷۴ء میں اسمبلی کے اندر جو طویل جرح مرزا ناصر پر ہوئی۔یوں تو ساری اسمبلی اس کام میں دل وجان سے شامل تھی، تاہم اس میں جناب یحیٰ بختیار، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا غلام غوث ہزاروی، مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، محمود اعظم فاروقی،

صاحبزادہ فاروق علی (اسپیکر) اور پروفیسر عبدالغفور احمد کے نام نمایاں ہیں۔ ممکن ہے کچھ اور لوگ بھی حیات ہوں۔ مگر پروفیسر عبد الغفور احمد، حفیظ اللہ چیمہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی کے ساتھ رکھے اور مرحومین پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے۔ (آمین) مگر یہ ایک صدی کا قصہ ہے۔ دو چار برس کی بات نہیں، جن کے مقدر میں یہ اعزاز لکھا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی، مگر ۵۳ء کی تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت میں جن مجاہدین نے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بے نام سپاہی اپنے رب کے حضور نامور ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ جن ناموروں نے اپنی زندگی اس مقصد کے حصول میں صرف کر دی، اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل سے عزت، وقار، احترام اور عظمت ان کے در کی دربان ہوئی اور آخرت میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ان ہستیوں کی جدوجہد کا ثمر ہوگا۔ ممکن ہے نوجوان نسل ان عظیم ہستیوں کے نام سے آشنا نہ ہو، مگر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یاد کراتے رہیں کہ حضرت سید مہر علی شاہ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، شیدائیانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مقامِ بلند رکھتے تھے اور یہ واقعہ تاریخ کا حصہ ہے کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا کہ جو جھوٹا ہو ا اسے سچے کی زندگی میں موت آجائے۔ اس مباہلہ کے بعد مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں لاہور شہر میں آنجہانی ہوا اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری قیام پاکستان کے بعد ہجرت فرما کر لاہور آئے اور ۱۹۵۱ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ اس بات کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ صاحب آج بھی قادیانیوں کے تعاقب کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہیں۔

(مطبوعہ: روزنامہ اُمّت کراچی، جمعۃ المبارک ۱۰ر فروری ۲۰۱۲ء)